سلمیٰ اعجاز قاضی
ایم فل اسکالر۔ شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور

وراثت کا قرانی مفہوم ایک تحقیقی جائزہ

Abstract

The word “heir” has different forms explained in the Quran but with the same meaning Al-Waris (the inheritor) is Quranic word for Allah. MEERAAS explains the inheritance of wealth and property. The word اور ثتموھا (you are made to inherit) refers to the “heirs of heaven” The word اتراث (Heritage) refers to the property and wealth of the deceased person. (The knowledge and wisdom of prophets are also inherited by their offspring and believers are also preferred on non-believers as inheritors of the world.) Quran explains the inheritance in this life and life hereafter, "And believers are made the inheritors of Heaven as a reward for their good deeds" Prophet Muhammad (PBUH) referred the knowledge of inheritance as “half of all the knowledge and emphasized on learning the science of inheritance along with that those who stop the inherited property from their rightful heirs are threatened with punishment in life hereafter.

کلیدی الفاظ:

وراثت، ترکہ، منقولہ، خلیفہ، امت

مقدمہ

وراثت ایک وسیع مفہوم کا حامل موضوع ہے۔ جو قرآن مجید میں متعدد بار مختلف حوالوں سے آیا ہے۔ جن میں سے دو مفاہیم یعنی وراثت مالی اور وراثت علمی کا تذکرہ بہت زیادہ ہوا ہے۔ چونکہ وراثت مالی کے بارے میں مسلمان مفسرین اور فقہاء نے بہت زیادہ وضاحت کے ساتھ استنباطات کی ہے۔ جبکہ وراثت علمی کے حوالے سے بہت کم تحقیقات منظر عام میں آئی ہیں۔ اس ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مقالہ ہٰذا میں وراثت کے عمومی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے اس کے دیگر مصادیق کو بھی اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

وراثت ایک ذمہ داری کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بحیثیت فرد اور قوم انسانیت کو دی جاتی ہے اور یہ سلسلہ اس وقت سے شروع ہوا۔ جب خالق کائنات نے زمین پر حضرت آدمؑ کو اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا۔ "إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔(1) میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔" یہ سلسلہ نبوت محمد مصطفیٰ ﷺ تک قائم رہا۔ وہیں سے اللہ تعالیٰ نے انبیا کی علمی وراثت کے سلسلے کو شروع کیا۔ یہاں ایک نقطہ معترضہ موجود ہے کہ نبوت میں وراثت نہیں ہوتی ہے، کیونکہ نبوت الہامی ہے اور خدا کی مرضی پر ہے جسے چاہے عطا کرے۔ اگر کسی نبی کی اولاد میں والد سے بیٹے میں نبوت کا منصب موجود ہے تو وہ مرضی ذات خداوندہ ہے نہ کہ وراثت میں ملنے والی شئے۔ جبکہ علمی وراثت کا ذکر حضرت ذکریا علیہ السلام کی زبانی قرآن مجید میں موجود ہے جہاں تک انبیاء کرام کی امتوں کا تعلق ہے تو کہیں انبیاء کرام کی نافرمان امتوں کو عذاب الٰہی نے گھیرا اور ان کی جگہ دوسری امتوں کو بسا کر زمین کی وراثت انہیں سونپی گئی۔ قرآن مجید نے مختلف انواع کی وراثت کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں ایک اہم "صالح اقدار کی وراثت" بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وراثت کو مومنین کے لئے سزاوار قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ "قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (1) الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (2) وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ (3) وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ (4) وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ (5) إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ (6) فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ (7) وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ (8) وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ (9) أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ (10) الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا

خَالِدُونَ "(3) بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑ گڑاتے ہیں۔ اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔ اور وہ کہ زکوات دینے کا کام کرتے ہیں۔ اور وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں۔ کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (4)

قرآن مجید میں جس وراثت کا سب سے زیادہ تذکرہ ملتا ہے وہ "وراثت ترکہ" ہے۔ شرعی احکام میں صرف وراثت ایک ایسا حکم ہے جس کی اجمالی تقسیم بندی کو خود یعنی رب تعالی نے خود ترکہ کے حصے مقرر کئے ہیں جو صاحب مال کے فوت ہونے کے فوراً بعد تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایک طرف ترکہ کی تقسیم سے مال حقداروں کو ملتا ہے تو دوسری جانب کسی ایک کی ملکیت کا تصور بھی ختم ہو تا ہے۔ یہ اسلام کا انصاف ہے۔ آخر میں سب سے اہم لفظ "الوارث" سے متعلق گوش گذار کروں یہ اللہ تعالی کی صفت ہے جیسا کہ وہ زمین و آسماں اور کائنات کی ہر شئے کا مالک ہے اُسی نے ہر شیء کو بنایا ہے۔ **18 ہزار مخلوق جو صرف ہم جانتے ہیں ان کا بھی مالک ہے تو جو ہم نہیں جانتے ان کا بھی خالق و مالک ہے۔ تمام** قانون قدرت بنایا بھی ہے تو چلا بھی رہا ہے۔ اور اسی کی جانب سے ہو گا اس دن بھی "الوارث" اپنی مرضی سے اپنی مخلوق کے لئے عدالت قائم کرے گا۔ جہاں اس کا انصاف نظر آئے گا وہ جو اس نے دنیا میں اپنے بندوں کو برتنے کے لئے زندگی دی تھی اور ایک نظام دیا تھا۔ اس کے متعلق جواب طلبی ہو گی یوں اس الوارث کی مہربانیوں اور رحمتوں اور بخششوں کا سماں ہو گا۔

وراثت کے لئے لغت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

الماثرت۔ التماثرتُ۔ خاندانی وموروثی عزت (5)

تاثر۔ وانتثر۔ فلاناً۔ نقش قدم کی پیروی (7)

الاثلتہ۔ ولاثالُ۔ والاثالُ۔ مورثی مال یا شرافت بزرگی (8)

ابن فارس نے کہاہے کہ اس کے بنیادی معنیٰ کسی چیز کا کسی کی ملکیت میں ہونا اور پھر اس کے پاس سے دوسروں کی طرف منتقل ہوناہیں۔

راغب اصفہانی نے کہا ہے کہ وراثت حقیقی یہ ہوتی ہے کہ انسان کو کوئی ایسی چیز حاصل ہو جائے جس میں اس پر نہ تو کوئی ذمہ داری عائد ہو اور نہ ہی اس پر اس سے محاسبہ کیا جائے نیز وہ چیز جو بلا محنت و مشقت حاصل ہو جائے اس کے لئے قد ورث کذا کہتے ہیں اور کسی کو خوشگوار چیز بطور عطیہ دینے کے لئے اورث کہا جاتا ہے۔

وراثت صرف مال (ترکہ) کی نہیں بلکہ علم و بزرگی کی وراثت جو انبیاء کرام سے ان کی اولاد دوں اور امت کے نیک لوگوں میں منتقل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بد اعمال کی وجوہ پر ایک کی جگہ دوسری قوموں کو اللہ تعالیٰ نے زمیں کی خلافت اور نیابت عطا کی اور اپنے نیک اور رضائے الٰہی کے لئے ہر وقت تیار مومنین کو جنت کی وراثت کی خوشخبری دی ہے وراثت کے تمام مصادیق پر تفصیل سے بحث پیش کی جاتی ہے۔

خلافت و نیابت کی وراثت

زمین پر خلیفتہ اللہ ہونے کے ناتے انسان کو قرآن مجید میں بیان کی گئی اللہ تعالیٰ کی صفات کو عملی طور پر اپنی زندگی میں منعکس کرنا ہے یہ صفات تین مرکزی نکات سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایک ربوبیت دوسرا رحمت اور تیسرا عدل (9) ربوبیت کے حوالے سے انسان کو خلق خداوندی کا مربی بننا ہے۔ وہ ذاتی حیثیت میں یا اجتماعی نظام کی تشکیل سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے پروردگاری کی ذمہ داریاں نبھانے کا پابند ہے۔

انسانی نوع کا نظام پرورش اسی کائنات گیر نظام ربوبیت کے اندر واقع ہے۔ یہ نظام ربوبیت کسی ایک علاقہ یا زمانہ سے وابستہ نہیں بلکہ ہر زمانہ ہر جگہ جاری و ساری ہے۔ اسے دیکھ کر ایک انسان کی سالم فطرت چاہتی ہے کہ وہ ایک رب کا اقرار کرے کائنات کے پروردگار کو تسلیم کرے اور پھر اس کا جو عام انسانیت کے ساتھ تعلق ہے اس کا تعین کر کے اپنی ربوبیت کو عمومی ربوبیت کا عکس سمجھے اور خود کو رب العالمین کا عکس اور رب الناس کا خلیفہ سمجھے۔ صفات رحمت کے حوالے سے انسان کو خلق کے حق میں سراسر شفقت اور محبت کا عملی مظہر بننا ہے۔ اور انسان اپنی تمام حیثیتوں اور مرتبوں کو انسانیت کے مفاد میں شفقت اور محبت کا پیکر بن کر استعمال کرنے کا ذمہ دار ہے۔ اس طرح عدل کے معنی انصاف کے ہیں اور وسیع مفہوم میں توازن کا لفظ عدل کا ہم معنی ہے۔ یہ توازن ہی انسان کو زندگی کے ہر شعبے میں قائم کرنا ہے۔ اور اپنی اصولوں کو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ زمین کی خلافت سونپتا ہے۔ ارشاد باری ہے۔

وَ أَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ وَ أَرْضًا لَمْ تَطَئُوهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرً (10)

اور ہم نے تمھارے ہاتھ لگائے ان کی زمین اور ان کے مکان اور ان کے مال اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(11)

یہ آیت غزوہ خندق کے موقع پر نازل ہوئی ہے۔ جس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو ان کے مال، گھر، عزیز اور وطن چھوڑ کر حضرت محمد (ص) کے ساتھ ہجرت کرنے کا انعام دیا گیا جہاں یثرب کو مدینتہ النبی میں تبدیل کر کے حضور کی سربراہی میں اسلامی حکومت کا نفاد تھا۔

جبکہ اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے اس زمین کی خلافت دوسری قوموں کے سپرد کی ہے۔ ارشاد باری ہے۔

وَ أَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ(12)

اور ہم نے اس قوم کو جو دبالی گئی تھی اس زمین کے پورپ پچھم کا وارث کیا جس میں ہم نے برکت رکھی اور تیرے رب کا اچھا وعدہ بنی اسرائیل پر پورا ہوا بدلہ ان کے صبر کا اور ہم نے برباد کر دیا جو کچھ فرعون اور اس کی قوم بناتی اور جو چنائیاں اٹھاتے (تعمیر کرتے) تھے۔(13)

اس سے یہ ظاہر ہوا کہ قوموں کو جہاں احکام خداوندی کی خلاف ورزی کی وجہ سے سزائیں دی گئیں وہیں احکام خداوندی کی پاسداری کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ان قوموں کو نافرمان قوموں کی جگہ نہ صرف آباد کیا بلکہ انہیں اس زمین کو بادشاہی، عزت اور اپنی نیابت سے نوازا امتوں کی سرکشی پر بار بار اللہ تعالیٰ خبر دار بھی کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ كَذَٰلِكَ وَ أَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ(14) اور ہم نے ایسا ہی کیا اور ان کا وارث کیا بنی اسرائیل کو (15) اسی طرح ایک اور آیت میں فرمایا۔ كَذَٰلِكَ ۖ وَ أَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ(16) ہم نے یونہی وارث دوسری قوم کو کر دیا(17)

حضرت موسیٰؑ نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ بڑے (فرعونی) سخت مجرم لوگ ہیں تو اب میرے بندوں کو تم رات ہی رات میں لے کر چلے جاؤ تم لوگوں کا تعاقب ہو گا اور تم اس دریا کو سکون کی حالت میں چھوڑ دینا ان کا سارا لشکر ڈبو دیا جائے گا وہ لوگ کتنے ہی باغ اور چشمے یعنی نہروں اور کھیتوں اور عمدہ عمدہ

مکانات اور آرام کے سامان جس میں خوش رہا کرتے تھے چھوڑ گئے اور ہم نے ایک دوسری قوم کو ان کا مالک بنادیا(18)

اللہ کے احکام سے انحراف اور سرکشی کے سبب فرعونوں کی چھوڑی ہوئی نعمتیں دوسروں کو ملیں یہ بات اس چیز کی غمازی کرتی ہے کہ خدائی کے دعویدار، دنیا کی طاقت امارات کے باوجود فرعوں اور اس کے ساتھیوں کا کوئی مددگار نہ بنا۔ زمین پر اللہ کی نیابت تو ان آیات سے ظاہر ہوتی ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ یہ آیات انسان کے لئے عبرت کا نشان بھی دیتی ہیں کہ محض علم اور طاقت کی بنا پر اللہ کے احکام سے حکم عدولی اور ظلم اور ناانصافی کو نظر انداز کرنے والے اس آیت سے اپنے لیے عبرت حاصل کریں

علمی وراثت

حضرت زکریاؑ نے جب خدا سے دعا کی تھی کہ میرے ہاں بیٹا عطا کردے تو اس وارث سے ان کی مراد اس خاندان کے علم و فضل کی وراثت تھی نہ کہ نبوت کی کیونکہ نبوت کسی کو ورثہ میں نہیں مل سکتی یعنیٰ جس طرح بیٹا باپ کی جائداد کا وارث ہو جاتا ہے محض بیٹا ہونے کی جہت سے۔ نبی نہیں ہو سکتا نبوت خدا کی طرف سے وہبی طور پر ملتی تھی یہ الگ بات تھی کہ ایسے شخص کو بھی خدا نبوت کے لیے منتخب کرلیتا تھا جس کا باپ نبی تھا۔ اسے یہ منصب باپ سے وراثت میں نہیں ملتا تھا خدا اسے وہبی طور پر ملتا تھا جس کی تصدیق خداوند کریم کے فرمائی۔ يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا۔ (6/19) تو اپنی بارگاہ سے ایک جانشین فرزند عطا فرما جو میری اور یعقوب کی نسل کی میراث کا مالک ہو اور اسے اپنا پسندیدہ بنا(20)

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے صاحب تفسیر لکھتے ہیں۔(21) حضرت زکریاؑ کی دعا سے ان کے بیٹے حضرت یحییٰؑ پیدا ہوئے نام بھی خود خدا نے رکھا۔ اور حضرت یحییٰ اور حضرت امام حسین میں قدرے مشترک پائی جاتی تھی جیسا کہ مدت حمل۔ حضرت امام حسین سفر کربلا میں حضرت یحییٰؑ کو یاد فرماتے تھے حضرت یحییٰؑ خدا کے مخصوص بندے ہیں چار برس تمام احکام سے واقف ہوگئے۔ خوف خدا کی یہ حالت تھی کہ کبھی کبھی خشک روٹی کھالیتے تھے۔ ٹاٹ کے کپڑے پہنلیتے اور اس قدر روتے تھے کہ رخساروں کا گوشت گل کر دانت نمایاں ہوگئے تھے، شفقت مادری نے نمدے کے دو ٹکڑے رکھ دیے تھے۔

حضرت زکریا نے واعظ میں جھنم کا ذکر کرنا چھوڑ دیا تھا۔ ایک دفعہ بیٹے نے جھنم کا ذکر سنا تو روتے روتے آہ و بقا کرتے صحرا کی طرف نکل گئے ماں باپ تلاش میں نکلے تو تین روز کے بعد ایک پہاڑ پر سجدہ کی حالت میں بیہوش پائے گئے۔ آپکے آنسوؤں سے مٹی کیچڑ بن گئی تھی۔ماں نے چہرہ صاف کیا تو سمجھے عزرائیل ہیں ان سے کہا میرے ماں باپ بوڑھے ہیں بس اتنا ٹھہر جا کہ ان سے ملاقات کروں ماں نے رو کر کہا بیٹا میں تیری ماں ہوں یہ سن کر آنکھ کھولی اور پھر صحرا کی طرف بھاگنا چاہا ماں باپ مجبور کر کے گھر لائے اور آپ نے شادی نہیں کی۔

شہادت امام حسینؓ اور شہادت حضرت یحییٰؑ میں بھی مماثلت ہے کہ وقت کے بادشاہ نے آپکے مارنے کا حکم دیا اور کہا کہ ان کے سر کو طشت میں لایا جائے آپ کے سر مبارک کو جب دربار میں لایا گیا تو خون ناحق نے جوش مارا لوگوں نے مٹی ڈالنا شروع کی مٹی کا اونچا ٹیلہ بن گیا خون بند نہ ہوا۔ بعد میں بخت نصر کی بادشاہی نے اس سابقہ بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ انبیاء کی اولادوں کے علاوہ علمی وراثت کی منتقلی کا یہ سلسلا امت کے علما میں جاری رہا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا۔

رؤینا قسمت الجبار فینا لنا علما وللاعداء مال فان المال یفنی وان العلمہ لایزال (22)

ہم اللہ کی تقسیم پر راضی ہیں کہ ہمیں علم دیا اور ہمارے دشمنوں کو دولت دی کیونکہ مال فانی ہے اور علم باقی ہے۔ جس کی تصدیق رسول کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ۔ علمی میراث کی منتقلی کا سلسلہ امت محمدیہ میں جاری و ساری ہے سینہ بہ سینہ یہ وراثت قیامت تک جاری رہے گی۔

جنت کی وراثت

ہر شخص کسی نہ کسی کی خوشنودی کے لیے کام کرتا ہے۔ کوئی اپنے نفس کے لیے کوئی خاندان کے لیے کوئی محبوب لیڈر یا پیشوا کے لیے۔ تو کوئی اپنے قوم و ملک کے لیے۔ لیکن مرد مومن کا سب کچھ تو اللہ ہوتا ہے۔ خالق بھی، مالک بھی، احسانات و انعامات کی بارش کرنے والا بھی وہ یقین رکھتا ہے کہ میرے پاس جو کچھ ہے اللہ کا ہے۔ اللہ کا بخشا ہوا ہے اور اسی کے لیے ہے لہذا اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی رضا میں لگ جائے وہ جب لا الہ الا اللہ کہتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ کی بندگی میں دیتا ہے تو وہ یہ جان کر بندگی کی راہ اختیار کرتا ہے کہ اب وہ

بندہ ہے۔ اس کی زندگی کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو مالک کی مرضی میں گم کر کے اور اپنا سب کچھ قربان کر کے اسے راضی کر لے۔ یعنی اپنے پورے وجود اور اپنی تمام تر صلاحیتوں اور قوتوں کو اس مقصد میں کھپا دیتے ہیں کہ ان کا خدا ان سے راضی ہو جائے یہی ان کی زندگی کا مقصد ہے اور یہی ان کی سعی و جہد کا مرکز و محور ہے۔ ان کے لئے فرمان الٰہی ہے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ(23)

اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں (اچھے کام کرنے والوں) کا۔(24)

جنت کی زمین کی وراثت دائمی اور ہمیشگی والی ہے مومنین کو جب ایک دفعہ جنت میں لے جایا جائے گا تو اعلان ہو گا تم ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہو گے یہ انعام ہے تمہارے ان اعمال کا جو تم نے میری خوشنودی کے لئے کیے تھے میرے نبی کی اطاعت میری خوشنودی کی وجہ سے کی تھی آج کے بعد تم اس زمین کے وارث ہو کیا ہی اچھا ٹھکانہ ہے جنت جہاں سے باہر نکلنے کا تصور نہیں کیا جا سکتا دنیا کا انعام تو ختم بھی ہو سکتا ہے۔ چھین بھی لیا جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا انعام دائمی ہے۔

مال (ترکہ) کی وراثت

زمانہ جاہلیت میں سماجی نظام خاندانی اور قبائلی بنیادوں پر قائم تھا۔ لہٰذا اس سماجی نظام میں عورتیں نابالغ بچے اور فوتی کی بیوہ وراثت سے محروم رہ جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ظالمانہ دستور کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔

ترکہ کی تعریف

مرتے وقت میت کے ملک میں جو مال ہو خواہ وہ کم ہو یا زیادہ، منقولہ ہو یا غیر منقولہ وہ ترکہ مال متروک (پیچھے چھوڑا ہوا مال) یا ورثہ یا موروث یا وراثت کہلاتا ہے۔(25)

ترکہ کی تقسیم کے شرعی اصول

مصارف تجہیز و تکفین۔ میت کے ترکہ میں سے مصارف ادا کیے جائیں۔

ادائے قرض۔ فوتی کے اگر ذمہ قرض ہے تو ترکہ میں سے ادائگی۔

نفاذ وصیت: اگر فوتی نے وصیت کی ہے تو شرعی حدود کے اندر نافذ کی جائے گی۔

ان تینوں کی ادائگی کے بعد ترکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ وراثت کو ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا اللہ تعالیٰ نے تمام حصوں کی ترتیب بیان فرمائی ہے۔

"يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِنَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا"۔26

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹوں کے برابر ہے پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا اور میت میں ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کی اولاد ہو پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دین کے تمہارے باپ اور بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے بیشک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔(27)

یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ قانون وراثت ہے جسے نہ تبدیل کیا جاسکتا ہے نہ اس پر کسی کو اعتراض ہونا چاہیے۔ جہاں تک اعتراض کی بات ہے کہ بھائی بہن کے حصے میں فرق ہے تو وہ بھی دیکھا جائے تو عورت کے ہی حق میں ہے۔ کفالت کی ذمہ داری دیکر اسلام نے مرد کو ہر رشتہ میں عورت کی ذمہ داری سونپی ہے بیوی، ماں، بہن اور بیٹی۔ جبکہ عورت اپنے حصے کو خود پر استعمال کرنے کی مجاز ہے۔ اور مرد اپنا حصہ بھی عورت پر کفالت کی صورت میں خرچ کرتا ہے۔ ایک طرف اسلام عورت کو کفالت سے بری الذمہ قرار دیتا ہے تو دوسری طرف اسے مشقت سے رخصت ملتی ہے جبکہ مرد کے حصے میں رکھی گئی محنت اور مشقت کے لئے وہ پابند ہے۔ جبکہ عورت اس کی مونس ہمدرد اس کے گھر کی حفاظت پر معمور اس کے مال کی نگہبان اس کے بچوں کی تربیت کی ضامن ہوتی ہے۔ حق وراثت دیکر اسلام نے دور جاہلیت کے نظام کا نہ صرف خاتمہ کیا ہے بلکہ ہر شخص کو معاشی طور پر مستحکم کیا ہے۔

جہاں تک قانون وراثت پر تنقید کا پہلو نظر آتا ہے تو وہ مستشرقین کا پسندیدہ موضوع ہے کہ اسلام اور قانون اسلام پر ہرزہ سرائی کرنا مشہور مستشرق روبن لیوی (Robin Levy) بھی ایسی ہی تنقید کرتا ہے۔

The Social Structure of Islam to his law of inheritance, Muhammad was undoubtedly compelled by the menfell in battle fighting for his cause, he exigencies of the movement. When leave the wives and could nothave allowed theold custom to prevail and so children believers destitute in order to benefit kind men who were probably hostile to him.

صاحب تصنیف کو شاید اندازہ نہیں کہ ٹھوس اور ناقابل تردید حقائق کو چٹکیوں میں نہیں اڑایا جاسکتا ایک طرف تو وہ قانون وراثت پر تنقید کرتے ہیں تو دوسری طرف اپنی تنقید کا جواب بھی آخری سطر میں پیش کرتے ہیں۔ خود ہی عرب کے سماجی نظام کو قدیم کہہ کر اسے بدلنے کا جواز پیش کرتے ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ اسلام آفاقی اور فطری دین ہے جس میں فطری انسانی تقاضوں سے لیکر انسان کی ہر جائز خواہش اور ضرورت کو خالق کائنات نے اسلام کی خصوصیت قرار دی ہے۔

آپ ﷺ نے نہ صرف قانون وراثت کو اسلامی سلطنت میں نافذ کیا بلکہ اس علم (وراثت) کے سیکھنے کی بھی تاکید فرمائی اور اس علم کی فضیلت بھی بیان فرمائی گویا آپ ﷺ سمجھتے تھے کہ آگے جاکر لوگ مال کی محبت میں حصیداروں کو ان کی وراثت سے محروم کریں گے آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

تعلمو الفرائض و علموھا فانہ نصف العلم وھو یسنی وھو اول شیء ینزع من امتی (28)"تم فرائض (میراث) سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کہ وہ نصف علم ہے۔ بلاشبہ وہ بھلا دیا جائے گا اور میری امت سے یہی علم سب سے پہلے سلب کیا جائے گا"۔

عمومی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ فرائض عبادت کا نام ہے جبکہ حدیث ہذا میراث کے علم کو بھی فرائض کا نام دیتی ہے۔ جس سے اس کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ اس علم کے سیکھنے پر اس لیے زور دے رہے ہیں کہ اس کا نفاذ لازمی ہو کیونکہ علم و عمل کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں؛"وہ علم و عمل جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہ ہو اور جو اس کی ذات سے ہٹ کر ہو وہ دل کی آنکھوں والے کے لیے قابل قبول نہیں۔ یہ ہلاکت میں ڈالنے والی چیزوں میں شامل ہے"۔(29)

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ: مَنْ فَرَّ مِنْ مِيرَاثِ وَارِثِهِ، قَطَعَ اللَّهُ مِيرَاثَهُ مِنْ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (30)حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جس نے کسی وارث کا حصہ میراث کو روکا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت کے حصے کو روکیں گے"۔

رسول اللہ ﷺ نے وراثت کو مشروطیت دی دنیا اور آخرت سے تاکہ فرد حقوق العباد کی ادائگی میں حق وراثت سے دوسروں کو محروم نہ کر سکیں۔

خلاصہ کلام

قرآن مجید کے مطابق لفظوراثت ایک سے زیادہ مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ جس میں واورثکم زمین کی خلافت و نیابت کے لیے آیا ہے۔ واورثنا بھی اسی مفہوم میں بیان کیا گیا ہے۔ وراثت علمی میں عرشی ویرث کے مفہوم میں ذکر کیا گیا ہے۔ واورثنا جنت کی وراثت میں مذکور ہے۔ جبکہ مال ترکہ کے لیے ترک جو مرنے والے نے چھوڑا ہے مال۔ مقالہ ہذا میں وراثت کے قرانی مفاہیم کو پیش کیا گیا جبکہ نبی پاک ﷺ نے وراثت کے علم کو نصف علم قرار دیکر اس علم کو سیکھنے اور نفاد کی تاکید فرمائی ہے۔

حوالہ جات

1۔ القرآن: 30/2
2۔ بریلوی، احمد رضا خان، **کنزالایمان**،(لاہور: ضیاء القرآن پبلکیشنز) ص-09
3۔ القرآن:23 / 01 - 11
4۔ بریلوی، **کنزالایمان**، ص- 415
5۔ لوئس معلوف، **المنجد** ،ترجمہ، مولانا عبدالحفیظ بلیلاوی (لاہور: مکتبہ قدوسیہ اردو بازار، 2009) ص-31
6۔ لوئس معلوف، **المنجد**، ص-31
7۔ لوئس معلوف، **المنجد**، ص-31
8۔ لوئس معلوف، **المنجد**، ص-32
9۔ ابو الفضل نور احمد، **خواتین اسلامی** ،(کراچی: انسائیکلوپیڈیا اسلامیکا فاؤنڈیشن)ص-31
10۔ القرآن:27/33
11۔ بریلوی، **کنزالایمان**، ص- 758
12۔ القرآن:137/7
13۔ بریلوی، **کنزالایمان**، ص- 299
14۔ القرآن:59/26
15۔ بریلوی، **کنزالایمان**، ص-664
16۔ القرآن:28/44
17۔ بریلوی، **کنزالایمان**، ص-894
18۔ ابن کثیر، حافظ عمادالدین، **تفسیر ابن کثیر** ، مترجم محمد جونا گڑھی (لاہور: اسلامی کتب خانہ) جلد 04، ص-618
19۔ القرآن: 06/19
20۔ سید فرمان علی، قرآن مجید، (لاہور: چاولا کارپوریشن اردو بازار)ص-486
21۔ سید فرمان علی، حاشیہ قرآن مجید، ص-487
22۔ نورانی، سید میر حسن، **دیوان علی**، ص-95
23۔ القرآن:74/39
24۔ بریلوی، **کنزالایمان**، ص-840
25۔ مفتی منیب الرحمٰن، **تحفۃ النساء**، (کراچی: مکتبہ فریدی 1999)ص-79

26۔ القرآن:11/04
27۔ بریلوی، **کنزالایمان**، ص-141
28 حافظ ابوعبداللہ، محمد بن یزید، **ابن ماجہ**، مترجم مولانا محمد قاسم امین (بیروت: مکتبہ العلم) ج2، ص908
29۔ الغزالی، ابوحامد محمد، **اصیاءالعلوم**، ترجمہ انظاق المفہوم مترجم فیض احمد اویسی، (لاہور: شبیر برادر، 2012) جلد اول، ص42
30۔ ابن ماجة، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، ***سنن ابن ماجہ***، (دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى، 1430ھ - 2009) ج4، حدیث2703